محمد وسیم اختر مفتی

بلال رضی اللہ عنہ

بلال کے والد کا نام رباح (یا ابو رباح) تھا۔ وہ زمانۂ جاہلیت کی کسی جنگ میں حبشہ سے قید ہو کر آئے تھے۔ بلال کی ولادت مکہ (یا سراۃ) میں ہوئی۔ ان کی والدہ حمامہ بھی جنگی قیدی تھیں، ان کا تعلق بنو جمح سے تھا۔ ان کی نسبت سے بلال کو بلال بن حمامہ بھی کہا جاتا ہے۔ بلال کی پرورش بنو جمح ہی میں ہوئی۔

بلال کا شمار السابقون الاولون (سبقت کرنے والے، اسلام لانے میں اول۔ توبہ۹:۱۰۰) میں ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے بعد وہ دوسرے بالغ مرد تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اپنا اسلام ظاہر کرنے میں بھی وہ آگے آگے تھے، ان سات نفوس قدسیہ میں سے ایک جنھوں نے بانگ دہل مسلمان ہونے کا اعلان کیا، (۱) خود نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے چچا ابو طالب نے مشرکین کی ایذا رسانیوں کے خلاف آپ کا ساتھ دیا۔ (۲) ابوبکر، ان کی قوم نے ان کو حفاظت میں رکھا۔ (۳) بلال، (۴) خباب بن ارت یا مقداد بن اسود، (۵) صہیب، (۶) عمار اور ان کی والدہ (۷) سمیہ۔ آخری چار اصحاب غلام تھے، ان کا کوئی قبیلہ نہ تھا جو انھیں پناہ دیتا۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ مستضعفین (نسا۴:۹۹) میں سے تھے یعنی وہ اہل ایمان جنھیں دبا کر رکھا گیا ہو۔ ان کے آقا انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیتے۔ شام کو وہ بے حال ہو جاتے تو انھیں چھوڑتے، اپنے اپنے گھر جا کر وہ جسموں پر پانی ڈالتے تو کچھ سکون ہوتا۔ ایک شام کو ابوجہل آیا، سمیہ کو گالی گلوچ کی، برا بھلا کہا اور نیزے کی انی مار کر ان کی جان لے لی۔ وہ اسلام کی پہلی شہید ہوئیں۔

بلال اسلام کے کٹے دشمن امیہ بن خلف کی غلامی میں تھے۔ جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو امیہ نے ان کو سخت ایذائیں دینا شروع کر دیں۔ تیز دھوپ میں جلتی ریت پر لٹا دیتا اور مطالبہ کرتا، دین اسلام سے رجوع کر کے کفرو

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شرک کی طرف لوٹ آؤ۔ ان کے سینے پر یا الٹے منہ لٹا کر کمر پر بھاری پتھر (یا گائے کی کھال) رکھوا دیتا اور کہتا، لات و عزیٰ تمھارے رب ہیں۔ وہ پکارتے، اللہ واحد ہی میرا رب ہے۔ امیہ کہتا، تم اسی طرح پڑے رہو گے حتیٰ کہ مر جاؤ یا محمد کا انکار کر کے لات و عزیٰ کی پوجا کرنے لگو۔ بلال کو پیٹا جاتا تو وہ ہر ضرب پر 'احد' (اللہ ایک ہے)، 'احد' (اللہ ایک ہے) پکارتے۔ کہا جاتا، وہ کفریہ کلمات کہو جو ہم بول رہے ہیں تو بلال جواب دیتے، میری زبان ان کو ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ ابوجہل بھی ان پر تشدد کرنے میں شریک تھا۔ ورقہ بن نوفل نے بلال کو سزائیں جھیلتے دیکھا تو کہا، اگر ان تکالیف سے تمھاری جان چلی گئی تو میں تمھاری قبر کو جائے برکت بنا لوں گا۔ بلال نے ہر طرح کی سختی برداشت کر لی تو ان کے گلے میں رسی ڈال دی گئی اور بچے مکہ کے دو بڑے پہاڑوں جبل ابوقبیس اور جبل احمر کے بیچ انھیں کھینچتے پھرے۔ اس حال میں بھی بلال احد، احد پکارتے رہے۔ اسی دوران میں نبی اکرم نے ابوبکر سے کہا، کاش ہمارے پاس کچھ مال ہوتا تو بلال کو خرید لیتے۔ آپ کے یہ الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں، ابوبکر! بلال کو (آزادی میں) اپنا ساجھی بنا لو۔ ابوبکر امیہ کے پڑوسی تھے تاہم انھوں نے عباس بن عبدالمطلب کو اس سے بات کرنے کو کہا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھوں نے خود سودا کیا، امیہ کو اس کی منہ مانگی رقم ۷ اوقیہ (قریباً سوا ۲۳ تولے سونا، دوسری روایت: ۱۵ اوقیہ (۵۰ تولے) دے کر بلال کو خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔ ایک روایت ہے کہ انھوں نے بلال کو اپنے سیاہ فام غلام کے تبادلے میں لیا۔ آزاد ہونے سے پہلے بلال پتھروں میں دبے ہوئے تھے۔ بعد میں یہی بلال ابوبکر کے خزانچی بن گئے۔ ابوبکر ہی کی نسبت سے انھیں قُرشی و تیمی بھی کہا جاتا ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

سورۂ ص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ''وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَانَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ۔ اَتَّخَذْنٰھُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْھُمُ الْاَبْصَارُ''، (روز قیامت) مشرکین آپس میں باتیں کریں گے، کیا بات ہے، ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھ رہے جنھیں ہم دنیا میں بری قسمت والا سمجھتے تھے۔ ہم نے یونہی ان سے ٹھٹھا کیا یا وہ کہیں نظروں سے اوجھل ہیں؟ (آیات: ۶۲، ۶۳) مشہور مفسر مجاہد کہتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ محشر کے دن ابوجہل اور دوسرے متمردین بلال اور دوسرے مستضعفین کے بارے میں یہ بات کریں۔

بلال نے حبشہ کو ہجرت نہ کی۔ مدینہ جانے کا موقع آیا تو سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور عمرو بن ام مکتوم پہنچے۔ ان کے بعد بلال اور عمار بن یاسر نے ہجرت کی۔ بلال نے سعد بن خیثمہ کے ہاں قیام کیا۔ مدینہ آمد کے فوراً بلال، ابوبکر اور عامر بن فہیرہ کو بخار چڑھ گیا۔ انھوں نے اسے مدینہ کی آب و ہوا پر محمول کیا۔ بلال کا بخار ہلکا ہوا تو یہ شعر پڑھنے لگے،

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة　　بفخ و حولی اذخر و جلیل

(سنو! کاش مجھے علم ہوتا کہ میں مکہ کے مقام فخ میں اس حال میں رات بسر کروں گا کہ میرے گرد اذخر کی خوش بودار گھاس اور جلیل جیسی عام گھاس ہوگی)

و هل اردن یوماً میاه مجنة　　وهل یبدون لی شامة و طفیل

(اور یہ کہ ایک دن میں مکہ کے نشیبی بازار مجنہ میں واقع چشموں کا پانی پینے آؤں گا اور مجھے شامہ اور طفیل کے پہاڑ نظر آئیں گے)

انھوں نے عتبہ، شیبہ اور امیہ پر لعنت بھی بھیجی کیونکہ انھی کی وجہ سے انھیں مکہ چھوڑ کر وبا کی سرزمین مدینہ آنا پڑا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا کہ ان کے صحابہ بخار کی وجہ سے ہذیانی کیفیت میں ہیں تو دعا فرمائی، اے اللہ! مدینہ ہمارے لیے محبوب بنا دے، ہم اس سے مکہ جیسی یا اس سے بڑھ کر محبت کریں۔ اسے ہماری صحت کا باعث بنا دے۔ اس کے پیمانوں، صاع (سیر اور پاؤ) و مُد (تولہ و ماشہ) میں برکت ڈال دے اور اس کے بخار کو جحفہ (مہیعہ) منتقل کر دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوخثعم (اس کی ذیلی شاخ بنوفزع) کے ابورویحہ (عبداللہ بن عبدالرحمان) کو بلال کا انصاری بھائی قرار دیا۔ کچھ اہل تاریخ ابورویحہ کے ساتھ بلال کی مواخات کو نہیں مانتے، ان کا کہنا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل ہی عبیدہ بن حارث کو ان کا بھائی قرار دے چکے تھے۔ عبیدہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جنھوں نے جنگ بدر کے دن دعوت مبارزت دی۔ ان کا ہاتھ کٹ گیا اور اسی زخم سے ان کی وفات ہوئی۔ ابن اثیر کا عبیدہ کے بجائے ابوعبیدہ بن جراح کا نام بتانا شاید ایک مغالطہ ہے۔ ابن اسحاق نے ابورویحہ والی روایت کی پرزور تائید کرتے ہوئے لکھا ہے، خلیفۂ ثانی عمر بن خطاب نے جب دیوان ترتیب دیے، بلال جہاد کی غرض سے شام میں مقیم تھے۔ سیدنا عمر نے ان سے پوچھا، آپ اپنا دیوان (فوجیوں اور ان کے وظیفوں کی فہرست) کس کے ساتھ رکھوائیں گے؟ انھوں نے جواب دیا، ابورویحہ کے ساتھ، میں ان سے کبھی جدا نہ ہوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور ان کے بیچ عقد قائم فرمایا تھا۔ تب سیدنا عمر نے بلال اور دوسرے اہل حبشہ کا دیوان بنوخثعم کے ساتھ منسلک کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، یہ دیوان (ریکارڈ) ان کے زمانے میں بھی اسی طرح شام میں پڑا ہوا تھا۔

بلال اسلام کے پہلے مؤذن تھے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن، آپ کے معاون اور پیش کار بھی رہے۔ ہجرت کے بعد مسلمان مدینہ آئے تو کسی پکار کے بغیر نماز ادا کرنے مسجد پہنچ جاتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ کی ذمہ داری لگائی کہ نماز کے وقت الصلاة جامعة (نماز جمع ہونے کی دعوت دے رہی ہے یعنی نماز کے لیے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اکٹھا ہونے کا وقت ہو گیا ہے) کی آواز بلند کریں۔اس کے بعد ناقوس کھڑکھڑانے، بگل بجانے یا آگ جلانے کے مشورے دیے گئے لیکن اہل کتاب سے مشابہت کی وجہ سے ان پر عمل نہ ہوا۔آخر کار ایک انصاری عبداللہ بن زید بن عبد ربہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کے الفاظ الہام ہوئے۔انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے فرمایا، یہ خواب سچا ہے۔ بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر انھیں یہ کلمات سکھاؤ۔وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سب سے بلند آواز رکھتے ہیں۔بلال نے اذان دی، سیدنا عمر اپنے گھر میں تھے، سن کر جلدی جلدی نکلے۔ان کی چادر گھسٹ رہی تھی، بولے اللہ کے نبی! اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے بھی ایسا خواب دیکھا ہے۔شبلی نعمانی کہتے ہیں، اذان حضرت عمر کی تجویز پر شروع کی گئی۔ان کا کہنا ہے کہ بخاری کی روایت کو ترجیح دی جائے گی جس میں ابن عبد ربہ کا نہیں بلکہ عمر کا نام مذکور ہے۔زہری کا کہنا ہے، اگلے دن بلال نے فجر کی اذان دی تو الصلاۃ خیر من النوم، نماز نیند سے بہتر ہے کے الفاظ بڑھا دیے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں برقرار رکھا۔آپ نے اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ، نماز کھڑی ہو گئی ہے کے الفاظ کا اضافہ بھی فرمایا۔بعد میں عمرو بن ام مکتوم اور بلال باری باری سے اذان دینے لگے۔اگر دونوں موجود نہ ہوتے تو یہ ذمہ داری ابومحذورہ کی ہوتی، عہد نبوی کے چوتھے مؤذن سعد قرظ (سعد بن عائذ) تھے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ اذان میں کلمات دو دو دفعہ جب کہ اقامت میں ایک ایک دفعہ کہیں۔

بلال کانوں میں انگلیاں دے کر اذان دیتے تھے جب کہ عبداللہ بن عمر ایسا نہ کرتے۔ابوجحیفہ کہتے ہیں، میں نے بلال کو اذان دیتے دیکھا، میں ان کے منہ کو دیکھتا رہا کہ ادھر ادھر گھوم رہا ہے۔یعنی وہ حی علی الصلاۃ کہتے ہوئے منہ دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہنے کے وقت بائیں طرف موڑ لیتے تھے۔

سورج ڈھلتا تو بلال ظہر کی اذان دے دیتے، اقامت کچھ دیر بعد کہتے۔اقامت میں کچھ تاخیر بھی کر دیتے لیکن اذان وقت سے موخر نہ ہونے دیتے۔اذان دینے کے بعد بلال حجرۂ مبارکہ کے دروازے پر جاتے، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کے الفاظ دہراتے اور نماز، یا رسول اللہ! کہہ کر آپ کو مطلع کرتے۔رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لاتے تو بلال آپ کو دیکھتے ہی اقامت کہنا شروع کر دیتے۔ابوذر بتاتے ہیں، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ مؤذن (بلال) نے (ظہر کی) اذان دینا چاہی۔آپ نے (روک دیا اور) فرمایا، دن ٹھنڈا ہو لینے دو، (کچھ دیر کے بعد) وہ اذان دینے لگے تو بھی آپ نے یہی فرمایا۔تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا، ٹھنڈا ہونے لینے دو حتیٰ کہ سایہ ٹیلوں کے برابر (ہم مثل)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہوجائے۔ بلاشبہ گرمی کی شدت جہنم کا جوش ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں، ایک دن بلال اذان دینے کے لیے میذنہ (چبوترہ یا مینار) پر چڑھے تو یہ شعر پڑھ رہے تھے،

ما لبلال ثكلته امه وابتل من نضح دم جبينه

بلال کو کیا ہوا، اس کی ماں اسے گم پائے اور خون سے اس کی پیشانی تر ہو جائے

مدینہ کی ایک سرد صبح کو بلال نے اذان دی، نبی صلی اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو مسجد میں کوئی نہ تھا۔ پوچھا، لوگ کہاں ہیں؟ بلال نے جواب دیا، انھیں جاڑے نے روک لیا ہے۔ تب آپ نے دعا فرمائی، اللہ! ان کا پالا دور کر دے۔ بلال کہتے ہیں، شام تک مسجد میں نمازیوں کی رونق ہو گئی۔

ایک بار ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا، بلال رات ہی میں اذان دے دیتے ہیں تا کہ تہجد پڑھنے والوں کو متنبہ اور سوئے ہوؤں کو بیدار کر دیں۔ تم کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی آواز بلند ہو۔ پھر فرمایا، عمرو بن مکتوم نابینا ہیں، لوگ کہتے ہیں، صبح ہو گئی، صبح ہو گئی تو ہی اذان دیتے ہیں۔

بلال نے بدر، احد، خندق اور تمام معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ کر شرکت کی۔ جنگ بدر میں انھوں نے زید بن ملیص اور اپنے پرانے آقا امیہ بن خلف کو جہنم واصل کیا۔ دوسری روایت کے مطابق زید مقداد بن عمرو کے ہاتھوں قتل ہوا۔ امیہ اور عبدالرحمان بن عوف کا آپس میں معاہدہ تھا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں ایک دوسرے کے متعلقین کی حفاظت کریں گے۔ اسی معاہدے کے مطابق بدر میں امیہ اور اس کے بیٹے علی نے ہتھیار ڈال دیے تا کہ جنگی قیدی بن کر قتل ہونے سے بچ جائیں۔ عبدالرحمان ان دونوں کو محفوظ جگہ پر منتقل کرنے کے لیے ایک پہاڑی کی اوٹ میں لے جا رہے تھے کہ بلال نے دیکھ لیا اور کہا، یہ تو رئیس الکفار امیہ ہے۔ عبدالرحمان نے کہا، بلال! اس وقت یہ میری قید میں ہے۔ بلال بولے، اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا پھر بلند آواز سے پکارے، او اللہ کے انصار! دیکھو یہ امیہ جا رہا ہے۔ بلال کی آواز پر لپکنے والے انصاری مسلمانوں نے امیہ اور علی کو گھیرے میں لے کر تلواروں کی زد پر رکھ لیا، عبدالرحمان نے اپنے آپ کو امیہ پر گرا کر اس کا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن انصار نے ان کے جسم کے نیچے سے وار کر کے آناً فاناً اسے قتل کر دیا، اس کا بیٹا پہلے ہی مارا جا چکا تھا۔ امیہ کو بچانے کی کوشش میں ایک زخم عبدالرحمان کے پاؤں پر بھی لگا۔ وہ کہا کرتے تھے، اللہ بلال پر رحم کرے، میرے قیدی کے معاملے میں مجھے پریشان کیا۔ ابن اثیر نے امیہ کو ٹھکانے لگانے والوں مسلمانوں کے یہ نام لکھے ہیں: بلال، خبیب اور رفاعہ بن رافع انصاری۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

غزوۂ ذات الرقاع (۴ھ) میں جابر بن عبداللہ اپنے مریل اونٹ کی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور پوچھا، جابر! کیا بات ہے؟ آپ کو معلوم ہوا تو سواری سے اترے اور لاٹھی سے اونٹ کی نکیل کھینچی (یا اسے ضرب لگائی) اور جابر سے کہا، اب تم سوار ہو جاؤ۔ اونٹ دوڑنے لگا حتی کہ جابر اسے آپ سے آگے جانے سے روکتے۔ پھر آپ نے ایک اوقیہ (۳۳:۳ تولے، ۴ دینار) سونے کے بدلے میں وہ اونٹ خرید لیا۔ مدینہ لوٹ کر جابر اونٹ آپ کے حوالے کرنے آئے تو آپ نے ان کے لیے دعا کی اور بلال کو بلا کر ایک اوقیہ دینے کی ہدایت فرمائی۔ بلال نے سونا تولا اور کچھ وزن بڑھا دیا۔ جابر رخصت ہونے لگے تو آپ نے ان کو بلا کر اونٹ واپس کر دیا اور قیمت بھی انھی کے پاس رہنے دی۔

۵ھ میں جنگ خندق ہوئی۔ مشرکین کے ساتھ جنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی عصر کی نماز رہ گئی۔ دوسری روایت کے مطابق آپ ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی چار نمازیں ادا نہ کر سکے۔ اسی طرح رات کا ایک حصہ گزر گیا تب آپ نے بلال کو اذان دینے کا حکم دیا، اذان دینے کے بعد انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، انھوں نے پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر پڑھائی، بلال نے تیسری اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی جماعت کرائی۔ آخری اقامت کے بعد عشا ادا کی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

غزوۂ ذی قرد (۶ھ) میں سلمہ بن اکوع نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں کو ہانک لے جانے والے مشرکوں کو مار بھگایا اور تمام مویشی چھڑا لائے۔ تب بلال نے ایک اونٹ ذبح کر کے اس کی کوہان اور کلیجی بھون کر آپ کو کھانے کے لیے پیش کی۔

جنگ خیبر (۷ھ) میں ابو حقیق کا قموص نامی قلعہ فتح ہوا تو بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفیہ بنت حیی اور ایک یہودی عورت کو لے کر آئے۔ یہ دونوں جنگ میں قید ہوئی تھیں، بلال جنگ میں قتل ہونے والے یہودی مقتولین کے پاس سے گزرے تو وہ یہودیہ بین کرنے لگی۔ آپ نے فرمایا، بلال! کیا تم سے رحم سلب کر لیا گیا ہے جو عورتوں کو ان کے مرد مقتولوں کے پاس لے آئے؟ یہودی عورت کو تو آپ نے واپس بھیج دیا اور صفیہ پر اپنی چادر ڈال دی۔ یہ اشارہ تھا کہ آپ نے انھیں اپنے لیے خاص کر لیا ہے۔ تین دن کے سفر کے بعد آپ نے سد صہبا کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کو اپنے ولیمے پر مدعو کیا۔ آپ نے بلال کو چادریں بچھانے کے لیے کہا جن پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھ کر کھانے کے لیے پیش کیے گئے۔ ولیمے میں روٹی اور گوشت نہ تھے۔

جنگ خیبر کے موقع پر ایک مدعی اسلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ دوزخی ہے۔ جنگ

کے دوران میں وہ شدید زخمی ہو گیا تو درد کی شدت برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا۔ تب صحابہ کا تعجب ختم ہوا اور انھوں نے کہا، یارسول اللہ! اللہ نے آپ کے ارشاد کو سچ ثابت کر دیا ہے۔ آپ نے بلال کو حکم دیا، لوگوں میں اعلان کر دو، جنت میں مسلمان شخص ہی داخل ہو گا البتہ اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید ایک فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے۔ اسی غزوہ سے واپسی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ جس رات کو یہ واقعہ ہوا، لیلۃ التعریس کہلاتی ہے۔ تعریس کے معنی ہیں: رات بھر سفر کرنے کے بعد آخری پہر میں آرام کرنا۔ رات کے لمبے سفر کے بعد لوگوں کے کہنے پر آپ کچھ ستانے کے لیے لیٹے اور پوچھا، کون ہماری فجر کی حفاظت کرے گا؟ کہیں ہم سوتے نہ رہ جائیں۔ بلال نے کہا، میں کروں گا۔ باقی صحابہ سو گئے لیکن بلال کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے لگے، کچھ دیر کے بعد وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور طلوع فجر کا انتظار کرنے لگے۔ اس حالت میں ان پر بھی نیند غالب آ گئی۔ چنانچہ نماز کے وقت پر کوئی بھی نہ اٹھ پایا۔ سورج بلند ہو گیا تو سب سے پہلے آپ بیدار ہوئے اور فرمایا، بلال! یہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ انھوں نے جواب دیا، مجھ پر بھی اسی نیند کا غلبہ ہو گیا جو آپ پر طاری ہوئی۔ فرمایا، سچ کہا۔ پھر آپ اپنی اونٹنی کو تھوڑی دور تک چلا کر لے گئے اور وہاں اتر کر وضو کیا۔ باقی لوگ بھی وضو کر چکے تو بلال کو اقامت کہنے کو کہا اور اسی طرح نماز پڑھی جیسے وقت پر ادا فرماتے تھے۔ نماز پڑھانے کے بعد آپ نے فرمایا، جو مسلمان نماز پڑھنا بھول جائے اس وقت نماز ادا کرے جب اس کو یاد آئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ عمرۂ قضا کے لیے مکہ گئے تو سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ نے آپ کو مکہ سے نکل جانے کو کہا۔ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ سورج ڈوبنے سے پہلے مکہ میں کوئی صحابی نہ رہے۔

فتح مکہ (۸ھ) کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، بلال، اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔ آپ نے اندر کافی وقت گزارا اور نوافل ادا کرنے کے بعد باہر تشریف لے آئے جب کہ بلال نے مزید تاخیر کی۔ دروازہ کھلنے کے فوراً بعد عبداللہ بن عمر آئے اور بلال سے پوچھ کر دونوں ستونوں کے درمیان آپ کے نوافل پڑھنے کی جگہ متعین کی اور دو رکعتیں ادا کیں۔ بعد ازاں انھیں جب بھی بیت اللہ کے اندر جانے کا موقع ملتا، اسی جگہ نماز پڑھتے۔ اہل تاویل نے بلال کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے فضل بن عباس کے قول کو تسلیم نہیں کیا کہ آپ نے بیت اللہ کے اندر نماز نہیں پڑھی۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.org